خارجی کون؟

ابو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر

مکتبۃ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خارجی کون؟

خوارج کون ہیں؟ اور خارجی کسے کہا جاتا ہے؟ یہ ایسا سوال ہے کہ جسکا جواب آج ہر کوئی تلاش کر رہا ہے۔ یہ وہ فتنہ ہے جسکی فکر رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی ظاہر ہو چکی تھی۔ اور آپ ﷺ نے اس فتنہ سے امت کو خبردار کیا اور انکی کچھ علامات بھی بیان فرمائیں جنکا خلاصہ یہ تھا کہ یہ لوگ ظاہری طور پہ بہت متقی، اور عبادت گزار ہونگے، اللہ کے ذکر سے انکی زبانیں تر ہونگی، انکا ظاہری زہد و تقوی سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں کو خیرہ کرے گا، زبان کی باتیں بھی بظاہر بہت بھلی معلوم ہونگی، مگر حقیقت میں انکا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا، یہ اسلام کے دشمن ہونگے اور اسلام دشمنوں کے ساتھی بنیں گے۔ کفار سے تعلقات استوار کریں گے اور مسلمانوں پہ غیظ و غضب دکھائیں گے۔ ان کی نمایاں نشانی مسلمانوں کو کافر قرار دینا ہے اور انکے خلاف لڑنا ہے۔ اولین خوراج نے کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر قرار دیا۔ اور آج کے خوارج مسئلہ تحکیم کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

خوارج سے متعلق احادیث میں مذکور ان باتوں کی وجہ سے کچھ لوگ احسن انداز میں نماز پڑھنے، تلاوت کرنے والے، اور سنت کے مطابق نصف پنڈلی تک شلوار رکھنے والوں کو بھی خارجی کہنے لگے ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو "خلافت" کا لفظ بولتا یا اسلامی نظام حکومت کی بات کرتا ہے اسے بھی شک بھری نگاہوں سے دیکھا جانے لگا ہے۔ اور اسی طرح مسلم حکومتوں کے خلاف مسلح جدوجہد کرنے والوں اور کفار کے خلاف لڑنے والوں کو بھی ایک ہی پلڑے میں ڈالا جانے لگا ہے۔[1]

جبکہ دوسری جانب ایسا گروہ بھی پیدا ہوا ہے جو اپنے خروج اور بغاوت کو "جہاد فی سبیل اللہ" کا نام دے کر زمین میں فساد بپا کیے ہوئے ہے۔ مسلمانوں کو کافر و مرتد کہہ کر انہیں تہ تیغ کرنا انکا مشغلہ بن

(1) جہاد فی سبیل اللہ اور جہاد کے نام پہ بپا کیے جانے والے فساد میں فرق سمجھنے کے لیے کتابچہ "جہاد اور فساد" کا مطالعہ فرمائیں۔

چکا ہے۔ اور ملت کفر کے بجائے اسلامی ممالک ان کی شر انگیزیوں کا شکار بن چکے ہیں۔ اور مسلم ممالک کے نااہل حکمرانوں کے ستائے ہوئے، فرسودہ نظام حکومت سے تنگ آئے ہوئے، اسلام اور اسلامی نظام سے محبت کرنے والے سادہ لوح مسلمان، انکے خوشنما نعروں سے متأثر ہو کر انکی حقیقت سے آشنا نہ ہونے کی بناء پر ان کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔

ان حالات میں ضروری تھا کہ ایک مختصر تحریر میں یہ بات سمجھائی جائے کہ خوارج کون ہیں؟ انہیں کس طرح پہچانا جاسکتا ہے؟ اور ان کے دام فریب سے کیسے بچا جاسکتا ہے۔ وقت کے اس تقاضہ کو پورا کرنے کے لیے یہ چند صفحات تحریر کیے ہیں جن میں واضح کیا گیا ہے کہ خارجیت زہد و تقوی، عبادت وللّٰہیت، اور دین پہ احسن انداز میں عمل کرنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ خارجیت ایک 'فکر' ہے، ایک 'نظریہ' ہے، یہ درحقیقت اسلام دشمنی کا نام ہے، مسلمانوں کو کافر و مرتد قرار دینے، کفار کے ایجنڈے کو مسلمانوں کے روپ میں پایہء تکمیل تک پہنچانے، مسلم حکومتوں کو کمزور کرنے، اہل اسلام کو دہشت زدہ کرنے، اور اسلامی ممالک کو عدم استحکام کا شکار کرنے کا نام ہے۔

خِلافت واَمارت اور دعوت وجِہاد کا نام لینا، یا شریعت اسلامیہ کے نفاذ اور غلبہ دین کے منہج نبوی کے مطابق جد وجُہد کرنا خارجیت نہیں ہے۔ بلکہ خارجیت مسلمانوں کو کافر قرار دینے اور مسلم حکومتوں کے خلاف بغاوت کا نام ہے! خواہ یہ بغاوت عسکری ہو، قلمی ہو، یا زبانی!

حواشی میں وضاحت طلب امور کی وضاحت کر دی گئی ہے، اور عبارت کو ممکن حد تک سلیس رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ عامۃ الناس کے لیے اس تحریر سے استفادہ آسان ہو جائے۔

اللہ سے دعاء ہے کہ اس مختصر رسالہ کو اسلام اور اہل اسلام کے نفع بخش، اور میرے، میرے مشائخ، اور میرے والدین کے لیے توشہء آخرت بنادے۔ آمین، یارب العالمین....

أبو عبد الرحمن محمدرفيق طاهر

14/رجـــــب /1435ھ

فکر خوارج کا آغاز:

خوارج میں اپنے آپ کو باقیوں سے بہتر سمجھنے، اور دوسروں کو اپنے سے کم تر سمجھنے کی بیماری ہوتی ہے۔ یہ لوگ انصاف کے "الف" سے بھی بہت دور ہوتے ہیں، لیکن اسکے باوجود اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا منصف سمجھتے ہیں اور عین انصاف کرنے والے بھی انکے نزدیک خطاکار ٹھہرتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت پہ جس قدر ہم عمل پیرا ہیں اتنا شریعت کا پابند اور کوئی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فکر کے حامل سب سے پہلے شخص نے امام الانبیاء جناب محمد مصطفی ﷺ کو بھی منصف نہیں مانا تھا!۔ جی ہاں! اس فکر کا آغاز زمانہ نبوی سے ہو چکا تھا اور آہستہ آہستہ یہ فکر پنپتی رہی اور بالآخر فتنہ خارجیت کا ظہور ہوا۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی طرف بیری کے پتوں سے دباغت کیے ہوئے چمڑے کی ایک تھیلی میں سونے کے چند ٹکڑے بھیجے جن سے ابھی (کان کی) مٹی صاف نہیں کی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید الخیل اور علقمہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم کر دیا۔

آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا: ہم ان لوگوں سے زیادہ اسکے حقدار تھے۔

یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے؟ جبکہ میں اس ذات کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے، میرے پاس آسمان کی خبر صبح و شام آتی ہے۔

ایک دھنسی ہوئی آنکھوں، پھولے رخساروں، ابھری پیشانی، گھنی داڑھی، مونڈے سر والا آدمی[2] تہبند اٹھائے ہوئے[3] کھڑا ہوا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ سے ڈریے!

---

[2] یہاں اس شخص کے کچھ خَلقی اوصاف ذکر کیے گئے کہ اسکا حُلیہ کیسا تھا۔ ان اوصاف کا خوارج کی نشانیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ یہ ضروری ہے کہ جس کے حلیہ میں یہ چیزیں شامل ہوں وہ خارجی ہے، اور نہ ہی ہر خارجی کے

آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا ستیاناس، کیا اہل زمین میں سے میں ہی سب سے زیادہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کا حقدار نہیں ہوں؟

پھر وہ آدمی چلا گیا۔

خالد بن الولید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا میں اسکی گردن نہ اڑادوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! شاید کہ وہ نماز پڑھتا ہو۔ [4]

حُلیہ میں انکا شامل ہونا ضروری ہے۔ دھنسی ہوئی آنکھیں، پھولے رخسار، ابھری پیشانی، گھنی داڑھی، یہ خوارج کی علامات نہیں ہیں۔ بلکہ اس ایک شخص کا حلیہ تھا، جو بیان ہو گیا۔ لیکن میں نے کچھ نوجوانوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان چیزوں کو بھی خوارج کی علامات میں شامل کر دیتے ہیں۔ تو انہیں خبردار رہنا چاہیے کہ کسی کی داڑھی کا گھنا ہونا، پیشانی کا ابھرا ہونا، چہرے کا بھرا ہونا وغیرہ اسکے خارجی ہونے کی نشانی نہیں! خوارج کی جو علامات ہیں وہ آئندہ سطور میں ہم ذکر کریں گے۔ یہاں ایک اور بات بھی ذہن نشیں رہے کہ اس حدیث میں گھنی داڑھی کا ذکر ہے، لمبی کا نہیں، اور دونوں باتوں (یعنی لمبی داڑھی اور گھنی داڑھی) میں فرق واضح ہے۔ چھوٹی بھی گھنی ہو سکتی ہے، اور لمبی گھنی نہیں بھی ہو سکتی۔

(3) عام طور پہ "مشمر الإزار" کا معنی "اونچے تہبند والا" کیا جاتا ہے، اور اونچی شلوار والوں کو اس حدیث کا مصداق ٹھہراتے ہوئے انہیں خارجی قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے، جو کہ درست نہیں۔ کیونکہ مسلمان مرد کو نصف پنڈلی تک شلوار اونچی رکھنے کا حکم خود رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا یہ خوارج کی علامت یا نشانی نہیں ہے، بلکہ یہ اس شخص کا حلیہ تھا جو بیان کیا گیا۔ اور حلیہ میں اسکے ازار کی حالت کو ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بظاہر وہ پابند شریعت نظر آرہا تھا، جبکہ حقیقت میں معاملہ کچھ اور تھا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی وضاحت فرمائی کہ خوارج بظاہر پابند شریعت ہونگے جبکہ حقیقت میں وہ دین سے ایسے خارج ہو چکے ہونگے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔ الغرض اس شخص کا یہ حلیہ بظاہر شریعت کے موافق تھا، نہ کہ مخالف!۔

(4) یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اس گستاخ کو صرف اس وجہ سے معاف کیا جارہا ہے کہ شاید وہ نمازی یعنی مسلمان ہے۔ یہاں نماز کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ اس وقت کوئی مسلمان بے نمازی نہیں تھا اور نماز پڑھنا مسلمان ہونے کی دلیل سمجھا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں نمازیوں کی عزت وحرمت اور انکے قتل سے اجتناب کرنے کا سبق واضح سبق ہے۔

تو خالد ﷛ نے عرض کیا: کتنے ہی نمازی ایسے ہیں جو اپنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو اسکے دل میں نہیں ہوتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں کے دل چیرنے اور پیٹ چاک کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔[5]

پھر آپ ﷺ نے اسکی طرف دیکھا جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اسکی بنیاد[6] سے ایسی قوم نکلے گی جو خوش الحانی سے کتاب اللہ کی تلاوت کریں گے، وہ انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گی، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔[7]

---

(5) یہ ایک شرعی قاعدہ ہے کہ کسی بھی انسان پر اسکے ظاہر کو دیکھ کر حکم لگایا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ منافقین کو انکے بظاہر شعائر اسلام کو اپنانے کی بناء پر مسلمانوں میں ہی شمار کیا جاتا تھا۔ اور انکے دلوں کے حال کو اللہ کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ منافقین عند اللہ تو مسلمان نہیں بلکہ کافر ہی ہوتے ہیں، لیکن چونکہ انکا ظاہر مسلمانوں والا ہوتا ہے، لہذا انکے ساتھ مسلمانوں والا سلوک کیا جاتا ہے۔

(6) ضئضیء عربی زبان میں "اصل" کو کہتے ہیں (مقاييس اللغة 357/3)۔ اصل یعنی بنیاد اور جڑ، اس سے مراد اسکی نسل بھی ہو سکتی ہے اور اسکے نظریہ پہ چلنے والے لوگ بھی، خواہ انکا تعلق کسی بھی قوم سے ہو۔ کیونکہ اس خارجی نظریہ کی اصل یعنی بنیاد و نقطہء آغاز یہی شخص تھا۔ اور ہمارے نزدیک دوسرا معنی راجح ہے، گو کہ اکثر اردو مترجمین نے اسکا پہلا معنی لکھا ہے۔ اس شخص کا نام "ذُو الخُوَيْصِرَہ" تھا اور اسکا تعلق خاندانِ "بنو تمیم" سے تھا (صحیح البخاری :6136)۔ یاد رہے کہ اس ایک شخص کی وجہ سے کچھ لوگ تمام تر بنو تمیم کو برا سمجھتے ہیں، جبکہ اگر ضِئْضِئِ کا معنی نسل بھی لے لیا جائے تو بھی تمام تر بنو تمیم کو برا جاننے کا جواز پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ وہ بنو تمیم کا ایک شخص تھا، نہ کہ وہ شخص ہی بنو تمیم تھا! یعنی بنو تمیم میں سے جہاں اس ذو الخویصرہ کی نسل ہے وہیں بنو تمیم کے باقی افراد کی بھی نسل موجود ہے۔ لہذا ضِئْضِئِ سے اگر نسل بھی مراد لی جائے تو یہ صرف ذو الخویصرہ کی نسل مراد ہو گی نہ کہ تمام تر بنو تمیم اور انکی نسلیں۔ پھر ذو الخویصرہ کی بھی ساری نسل کے بارہ میں کہنا کہ وہ خارجی ہیں درست نہیں! کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "اس کی نسل میں سے ... الخ" یہ نہیں فرمایا "اسکی نسل ...." یعنی اسکی نسل میں سے کچھ لوگ ایسے ہونگے اسکی ساری نسل کے بارہ میں یہ حکم نہیں لگایا گیا۔ خوب سمجھ لیں!

(راوی کہتے ہیں) اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں انہیں پالوں تو ثمود کو قتل کرنے کی طرح قتل کردوں گا۔ صحیح البخاري:4351

اسکے علاوہ نبی مکرم ﷺ نے خوارج کی کچھ دیگر صفات و علامات بھی ذکر کیں اور انکا حکم بھی بیان کیا ہے۔ ان میں سے کچھ تو اولین خوارج کے ساتھ خاص ہیں جنکے خلاف سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتال کیا تھا۔ ہم پہلے خوارج سے متعلق نبی مکرم ﷺ کے فرامین تحریر کریں گے، اور اسکے بعد ان اولین خوارج کا قصہ بھی، کیونکہ انکے خارجی ہونے پہ امت کا اتفاق بھی اور رسول اللہ ﷺ نے کچھ علامات ایسی بھی بیان فرمائی تھیں جو انکے ساتھ خاص تھیں جسکی بناء پر انکے خارجی ہونے کا فیصلہ کرنا آسان رہا۔ اور اسکے ساتھ ہی متفقہ خوارج میں پائی جانے والی وہ صفات بھی معلوم ہو جائیں گی جنھیں نبی مکرم ﷺ نے شاید بغرض اختصار اور اس لیے چھوڑ دیا کہ جب لوگ ان خوارج کو پہچان لیں گے تو ان میں پائی جانے والی صفات و عادات بھی سب پہ واضح ہی ہو نگی۔ خوارج کی جو صفات نبی مکرم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، یا آپ ﷺ کے متعین کردہ اولین خوارج میں جو صفات پائی گئیں اگر وہی صفات آج کسی میں موجود ہو نگی تو اسے بھی خوارج سے ملایا جائے گا۔ اور یہ ضروری نہیں کہ خوارج کی تمام تر صفات کسی میں جمع ہوں تبھی وہ خارجی کہلائے گا، بلکہ خارجیت کی بنیادی فکر جس میں موجود ہو گی، وہ خارجی کہلائے گا، خواہ اس میں باقی علامات میں سے کچھ نہ بھی ہوں۔

---

(7) اس جملہ میں یہ بات واضح ہے کہ انکی بظاہر دینداری کے باجود ان پر ایمان واسلام کا کوئی اثر نہیں ہوگا اور دین کے ساتھ انکا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ خوارج سے متعلق اسی قسم کے فرامین نبویہ کی بناء پر اہل علم کی ایک جماعت نے خوارج کو کافر قرار دیا ہے۔

خوارج کے متعلق نبوی پیش گوئیاں:

نبی مکرم ﷺ نے خوارج کے خطرناک فتنہ سے امت کو بچانے کے لیے کچھ پیشگوئیاں فرمائی ہیں جنہیں اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ

وہ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے۔[8] (صحيح البخارى:7562)

يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ

زمانہ کے آخر میں ایسی قوم آئے گی۔[9] (صحيح البخارى :3611)

---

[8] مشرق سے مراد عراق ہے۔یاد رہے کہ یہاں اصطلاحی مشرق مراد ہے جغرافیائی نہیں!۔ جس طرح برصغیر پاک و ہند میں امریکہ ویورپ کے کفار کی طرف اشارہ کرنے کے لیے انہیں اہل مغرب کہا جاتا ہے اور مسلمانوں کے لیے اہل مشرق کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ہر غیر اسلامی تہذیب کو تہذیب مغرب قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ برصغیر کے مغرب میں مسلمانوں کے مقدس شہر حرمین شریفین بھی واقع ہیں، اور اسکے مشرق میں بھی کفار کے بڑے بڑے ممالک موجود ہیں۔ الغرض جس طرح برصغیر میں مشرق و مغرب کو بطور اصطلاح استعمال کیا جاتا ہے بعینہ اہل عرب بھی "مشرق" کو بطور اصطلاح "عراق" کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اور خود نبی مکرم ﷺ نے عراق کی طرف اشارہ کرکے اسے فتنوں کی سرزمین قرار دیا ہے (مسند أحمد : 6302، ط : الرسالة)۔ اور جن روایات میں نجد کے الفاظ آئے ہیں ان میں بھی نجد عراق ہی مراد ہے۔ کیونکہ اسکا تعین خود نبی مکرم ﷺ نے فرمادیا ہے۔ اور یہ نشانی اولین خوارج کے ساتھ ہے، ہاں اسکے بعد بھی اسی علاقہ سے خوارج کا ظہور ممکن ہے۔ یعنی یہ ضروری نہیں کہ جب بھی خوارج کا ظہور ہو، عراق میں سے ہی ہو۔ اور یہ بھی نہیں کہ اولین خوارج کا ظہور عراق سے ہو چکا، تو اب دوبارہ عراق میں فتنہء خوارج پیدا نہیں ہو سکتا۔

[9] یہاں زمانہ سے زمانۂ خلافت علی منہاج النبوۃ مراد ہے اور اس زمانہ کے آخر سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت مراد ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق منہج نبوی پر خلافت تیس (30) سال تک تھی اسکے بعد پُر رحمت ملوکیت کا دور شروع ہوا۔ (جامع الترمذي:2226)۔

لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

وہ ہمیشہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔[10]

(سنن النسائی :4103)

يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ

وہ لوگوں میں اختلاف کے وقت نمودار ہوں گے۔[11] (صحيح البخاري: 3610)

حُدَثَاءُ الأَسْنَانِ

وہ کم سن لڑکے ہوں گے۔ (صحيح البخارى :3611)

سُفَهَاءُ الأَحْلاَمِ

وہ دماغی طور پر ناپختہ ہوں گے۔[12] (صحيح البخارى :3611)

---

[10] یعنی زمانہ خلافت کے آخر میں یہ لوگ ظاہر ہونگے اور انکا ظہور دجال کی آمد تک جاری رہے گا۔ وقتاً فوقتاً مختلف جگہوں پہ یہ لوگ ظاہر ہوتے رہیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ان لوگوں کا اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے جو خوارج کی فکر کو اپنائے ہوئے ہیں مگر کہتے ہیں کہ خوارج کا ظہور تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا اور انہوں نے خارجیت کے فتنہ کو ختم کر دیا تھا اب کوئی خارجی نہیں ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں واضح ہے کہ خارجیت کا فتنہ دجال کی آمد تک جاری رہے گا اور خوارج کے آخری لوگ دجال کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑیں گے۔

[11] اولین خوارج کا ظہور بھی اس وقت ہوا جب مسلمانوں کے آپس میں اختلافات چل رہے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مابین کچھ غلط فہمیوں کی بناء پر جھگڑا چل رہا تھا۔ اور اسکے بعد بھی کچھ خارجی گرہوں کا ظہور مسلمانوں کے آپس میں اختلافات کے وقت ہوا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ نشانی بھی اولین خوارج کے ساتھ خاص تھی۔ یعنی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ خارجی نظریات کے حامل جو لوگ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کے دور علاوہ نمودار ہوں وہ خارجی نہیں ہیں۔ بلکہ جو بھی ان نظریات کا حامل ہو گا وہ خارجی ہی قرار پائے گا۔

[12] کم سن اور کم فہم ہونا خوارج کی ایسی علامت ہے جو ان میں ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ اولین خوارج بھی نوعمر اور کج فہم لوگوں کا گروہ تھا اور عصر حاضر کے خوارج بھی انہی صفات سے متصف ہیں۔ لیکن اسکا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ ان میں کوئی بھی پختہ عمر کا آدمی موجود نہ ہو گا۔ کیونکہ اولین خوارج میں بھی چند افراد بڑی عمر کے موجود تھے، اور آج بھی

يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ

وہ قرآن پڑھیں گے اور سمجھیں گے یہ ہمارے حق میں ہے جبکہ وہ انکے خلاف ہو گا۔[13]

(صحيح مسلم :1066)

يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ

وہ اللہ کی کتاب کی طرف بلائیں جبکہ انکا اسکے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو گا۔[14] (سنن أبى داود: 4765)

اِکّادُکّا معمر افراد خوارج کے گروہ میں پائے جاتے ہیں۔ رہا یہ سوال کہ پھر خوارج کے بارہ میں مطلق طور پر "کم عمر اور ناپختہ ذہن کے حامل" ہونے کا کیوں کہا گیا ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہمیشہ عموم اور کثرت کو دیکھ کر حکم لگایا جاتا ہے۔ چونکہ خوارج کی اکثریت "حُدَثَاءُ الأَسْنَان سُفَهاء الأحْلام" کی ہوتی ہے تو "لِلأَكْثَرِ حُكْمُ الْكُلِّ" (اکثریت کے لیے ہی کلی حکم ہوتا ہے) کے اصول کے مطابق خوارج کے لیے یہ عام لفظ بولا گیا۔ اور یہ اصول شریعت اسلامیہ بہت سی جگہوں پر استعمال ہوا ہے، کہ اکثریت کو دیکھ کر سب پر ایک ہی حکم لگا دیا گیا۔

(13) یہ وصف بھی خوارج میں اول تا امروز پایا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے موقف کے حق میں قرآن مجید فرقان حمید کی آیات پیش کرتے ہیں، جبکہ وہی آیات انکے موقف کے خلاف ہوتی ہیں۔ لیکن اپنی ناقص فہم کی بناء پر وہ ان دلائل کو اپنے حق میں سمجھتے ہیں۔ لیکن جب انہی دلائل کو صحیح طور پہ پیش کیا جاتا ہے تو وہی دلائل انکے خلاف نکلتے ہیں۔ مثلا جس آیت [المائدۃ : 44] سے وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خلاف شریعت فیصلہ نہ کرنے والا ہر شخص کافر ہے۔ لیکن اسکے بعد کی دو آیات [المائدۃ : 45، 47] انکے اس دعوی کو غلط ثابت کرتی ہیں۔ کیونکہ ان آیات کا تقاضہ یہ ہے کہ خلاف شریعت فیصلہ کرنے والا شخص کافر کے علاوہ ظالم یا فاسق بھی ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے یہ خوبی رکھی ہے:

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ

باطل نہ اسکے آگے سے آسکتا ہے نہ اسکے پیچھے سے، یہ تو بہت دانا اور نہایت تعریف شدہ ذات کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ [فصلت : 42]

لہذا کوئی بھی باطل پرست اپنے موقف کو قرآن مجید سے ثابت نہیں کر سکتا۔ بلکہ قرآن کی جس آیت کو وہ اپنے حق میں پیش کرے گا وہی اسکے موقف کا رد کر رہی ہو گی۔ لیکن باطل کے دلائل سے ہی باطل کا رد کرنا ہر کسی کا کام نہیں بلکہ یہ راسخ اہل علم کا ہی طرہ امتیاز ہے۔

يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ

وہ قرآن پڑھیں گے (مگر) وہ انکے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ (صحيح البخاري: 6931)

يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ

وہ قرآن پڑھیں گے، (لیکن) وہ انکے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔[15] (سنن أبي داود: 4765)

يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ

---

[14] یعنی وہ لوگوں سے کہیں گے کہ ہم قرآن کی دعوت دیتے ہیں اور آیات قرآنیہ پڑھ پڑھ کر لوگوں کو اپنے موقف پہ قائل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جبکہ حقیقت میں انکانہ تو قرآن سے کوئی تعلق ہو گا اور نہ ہی قرآنی احکامات سے۔ اول تا آخر تمام تر خوارج قرآن مجید کی چند آیات مثلا:

إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلهِ

حکم صرف اور صرف اللہ کے لیے ہی ہے۔ [الأنعام : 57، يوسف:40، 67]

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللهُ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

اور جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی کافر ہیں۔ [المائدة : 44]

اور اس جیسی آیات پڑھتے ہیں اور اللہ تعالی کی حاکمیت کی دعوت دیتے ہیں کہ "رب کی دھرتی پہ رب کا نظام" ہی چلنا چاہیے۔ اور ہم شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں لہذا "یا شریعت لائیں گے یا شہادت پائیں گے" اور اس قسم کے نعرے اور جملے انکی زبانوں سے سننے کو ملتے ہیں۔ لیکن اگر کبھی یہ وقتی طور پہ کسی خطہ پہ قابض ہو جائیں تو وہاں یہ لوگ شرعی قوانین کا اپنے علاوہ دوسروں پہ تو نفاذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن خود شریعت کے واضح خلاف ورزیاں کرتے نظر آتے ہیں۔ جسکی بے شمار مثالیں عصر حاضر کے خوارج میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ الغرض یہ لوگ حاکمیت والی یہ آیات پڑھ کر حقیقت میں اللہ تعالی کی حاکمیت نہیں بلکہ اپنی حکومت چاہتے ہیں۔

[15] یعنی جس طرح وہ قرآن کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور قرآن کی دعوت دیں گے لیکن حقیقت میں وہ دعوت قرآن کی طرف نہیں بلکہ اپنے خاص نظریات کی طرف اور اپنی حکومت وسلطنت کی دعوت ہو گی۔ بعینہ جب وہ لوگ قرآن پڑھیں گے تو بظاہر بہت اچھے انداز سے اور نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت کریں گے لیکن قرآنی احکامات انکی آرزوؤں اور خواہشات کے مطابق نہیں ہونگے سو انکی یہ تلاوت قرآن اور محبت قرآن حلق سے اوپر اوپر ہی رہے گی، انکے دل میں نہیں اترے گی۔

وہ مخلوق کی باتوں میں سے بہترین بات کہیں گے۔[16] (صحيح البخاری :3611)

يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هَذَا، مِنْهُمْ، - وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ –

وہ اپنی زبانوں سے حق کہیں گے (مگر) وہ انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔[17]

(صحيح مسلم :1066)

لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ

انکا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔[18] (صحيح البخاری :3611)

لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ

انکی نماز انکے حلق سے تجاوز نہیں کرے گی۔[19] (صحيح مسلم :1066)

يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ

---

[16] اللہ تعالی کی حاکمیت، نظام خلافت و امارت کا قیام، یہ انکے خوشنما نعرے ہونگے۔ اور یہ بات سب سے بہترین بات ہے کہ اللہ کی زمین پہ اللہ کا نظام نافذ کیا جائے۔ اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا بتایا ہوا نظام سیاست یعنی خلافت کا نظام قائم کیا جائے۔ اور خوراج ہمیشہ سے ہی یہی نعرہ لگاتے ہیں آئے ہیں اور آج تک انکی یہی پکار ہے۔

[17] یعنی انکی یہ بات تو برحق ہو گی کہ اللہ کی شریعت کو نافذ کیا جائے، اور نظام مصطفوی دنیا میں لاگو کیا جائے۔ مگر یہ حق بھی حقیقت میں انکے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ کیونکہ اللہ کی شریعت میں تو متفقہ مسلمان حاکم کے خلاف بغاوت کی سزا قتل ہے۔(صحيح مسلم :1852) جبکہ یہ خود مسلمان حکام کے خلاف خروج و بغاوت کرنے والے، مسلمانوں کو مرتد و کافر قرار دینے والے، اور فتنہ و فساد بپا کرنے والے ہیں۔ تو یہ کیسے چاہیں گے کہ حقیقی شریعت کا نفاذ کیا جائے؟ کیونکہ حقیقی شریعت کا نفاذ انکے لیے پیامِ موت ہے!

[18] اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ صرف اسلام اور ایمان کے زبانی دعوے کریں گے۔ لیکن حقیقت میں ایمان انکے دلوں میں موجود نہ ہو گا۔ اسی بات کی تفصیل قدرے واضح الفاظ میں آگے آرہی ہے۔

[19] بظاہر خشوع و خضوع والی انکی نمازیں محض دِکھاوا ہو نگی۔ کیونکہ نماز میں تو وہ اللہ کے سامنے جھکنے اور عاجزی کرنے والے لیکن حقیقت میں اللہ تعالی کے احکامات سے روگردانی کرنے والے ہونگے۔ اللہ تعالی کی زمین پہ زندگی کا سب سے زیادہ حق رکھنے والے انسانوں سے نعمتِ حیات چھیننے والے ہونگے۔

میری امت میں ایک ایسی قوم ظاہر ہوگی جو قرآن پڑھے گی، تمہارا قرآن پڑھنے انکے قرآن پڑھنے کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، اور نہ ہی تماری نماز انکی نماز کے مقابلہ میں کچھ حیثیت رکھتی ہے، اور نہ ہی تمہارا روزہ انکے روزہ کے مقابل کچھ حیثیت کا حامل ہے۔ (صحيح مسلم :1066)

تَحْقِرُونَ صَلاَتَكُمْ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ

تم اپنی نمازوں کو انکی نمازوں کے مقابلہ میں اور اپنے روزہ کو انکے روزہ کے مقابل اور اپنے عمل کو انکے عمل کی نسبت حقیر سمجھوگے۔[20] (صحيح البخاری:5058)

---

[20] یعنی انکی تلاوت، نماز اور رزوں میں بظاہر ایسا خشوع ہوگا کہ اہل اسلام اپنی نمازوں کو انکی نمازوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو انکے روزوں کے مقابلہ میں اپنی تلاوت کو انکی تلاوت کے مقابلہ کم تر سمجھیں گے۔ اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان خشوع و خضوع سے عبادات نہ کریں، اور نہ ہی معنی ہے کہ عبادات میں خشوع خوارج کی نشانی ہے، بلکہ عبادت میں خشوع و خضوع تو دین اسلام کا مطلوب ہے۔ در اصل انکی عبادات کا یہ ظاہری خشوع نمازوں کا لمبا ہونا، تلاوت قرآن میں رونا وغیرہ دین میں اضافہ کی قبیل سے ہوگا۔ یعنی نبوی طریقہ سے ہٹ کر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ اور نبی مکرم ﷺ انہیں فرمارہے ہیں کہ تم اپنی عبادات کو خوارج کی عبادات کے مقابلہ میں حقیر سمجھوگے!۔ اسکا مطلب واضح ہے کہ انکی نمازوں کا خشوع و خضوع رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق نہ ہوگا، نہ انکی تلاوت نبی محترم ﷺ کے سکھائے گئے طریقہ پر ہوگی، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو رسول اللہ ﷺ نے یہ اعمال سکھائے تھے۔ اور خوارج رسول اللہ ﷺ کے بتائے گئے طریقہ کار سے بھی آگے بڑھ جائیں گے۔ جسکی بناء پر نہ تو اللہ کے ہاں انکی عبادات قبول ہونگی اور نہ ہی انکے لیے توشہء آخرت بنیں گی۔ کیونکہ اعمال کی قبولیت کے لیے شرط ہے کہ عمل اس طریقہ کے مطابق کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے۔ اس میں کمی کرنا بھی جائز نہیں اور اضافہ بھی حرام ہے۔ اور ہر ایسا عمل جو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر نہ ہو، وہ مردود ہے۔ (صحيح البخاری : 2697)۔ شاید انکے انہی اعمال یعنی شریعت کی مقرر کردہ حدود سے بھی آگے بڑھ جانے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے انکے دین سے نکل جانے کو تیر کے شکار سے آر پار ہو جانے سے تشبیہ دی ہے۔ کہ انکا طریقہ عبادت نبوی طریقہ عبادت کے مطابق نہ ہوگا۔ سو، انکی عبادات کا ان پہ کچھ اثر نہیں ہوگا جس طرح تیز رفتار تیر پہ شکار کا اثر نہیں ہوتا۔ اسکی مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ

وہ ایسی قوم ہو گی جو باتیں تو بہت اچھی کریں گے لیکن کرتوت بہت برے کریں گے۔[21]

(سنن أبی داود: 4765)

يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلاَمِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ

وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔[22] (صحیح البخاری: 3344)

---

[21] انکی باتیں یعنی نفاذ شریعت، قیام خلافت، غلبہ اسلام، اور حدود اللہ کے نفاذ جیسے نعرے تو بہت اچھے ہونگے لیکن انکے اعمال نہایت برے ہونگے۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں گزر چکا کہ وہ دین میں مبالغہ آرائی کریں گے۔ اور کچھ اعمالِ بد کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

[22] خوارج کی یہ بُری صفت ہمیشہ ان میں موجود رہی ہے۔ اولین خوارج بھی ملت کفر سے نبرد آزما ہونے کے بجائے مسلمانوں کے خلاف لڑے اور آج بھی انکی یہی صورت حال ہے کہ وہ کفار کے خلاف لڑنے کے بجائے مسلمانوں کے خلاف محاذ جنگ گرم کیے ہوئے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے کافروں سے تعاون لیتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو علی الاعلان کافروں سے مدد لیتے ہیں اور کچھ چوری چھپے۔ اور ستم بالائے ستم کہ اپنے اس فعل کو سند جواز بخشنے کے لیے وہ احمقانہ دلیلیں بھی دیتے ہیں۔ مثلا: افغانستان میں روس کے خلاف لڑنے کے لیے تم نے امریکہ کی مدد لی تھی تو ہم کیوں نہیں لے سکتے؟.... وغیرہ۔

یہاں یہ بات بھی یاد رہے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بالکل اللہ تعالی کے اس فرمان کی طرح ہے:

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ * وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ*

کیا تم (جنسی خواہش پورا کرنے کے لیے) جہان والوں میں سے مردوں کے پاس آتے ہو؟ اور اپنی بیوں کو کہ جنہیں اللہ نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم تو حد سے گزرنے والی قوم ہو۔ [الشعراء: 165، 166]

یعنی جس طرح اللہ تعالی کے اس فرمان کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ قوم لوط اپنی بیویوں سے جنسی خواہش پوری نہیں کرتے تھے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ بیویوں سے تو خواہش پوری کرتے تھے، جسکی بناء پر انکی نسل جاری رہتی۔ لیکن مردوں سے بد فعلی کو ترجیح دیتے تھے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا معنی بھی یہ ہے کہ خوارج کفار کے خلاف بھی قتال کریں گے لیکن مسلمانوں سے قتال کرنے کو زیادہ ترجیح دیں گے۔ اور تاریخ میں ایسا ہوا بھی ہے کہ خوارج نے کفار سے بھی قتال کیا ہے، لیکن مسلمانوں کے خلاف انکی لڑائی کفار کے خلاف لڑائی کی نسبت شدید ہوتی ہے۔

سِيمَاهُمْ التَّحْلِيقُ

انکی نشانی سر منڈوانا ہے۔[23] (صحيح البخارى :7562)

آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ المَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ البَضْعَةِ تَدَرْدَرُ

انکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام شخص ہو گا جسکا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہو گا، یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح حرکت کرتا ہوا ہو گا۔[24] (صحيح البخارى :3610)

خوارج کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ

وہ لوگوں اور مخلوقات میں سے بدترین لوگ ہیں۔ (سنن أبي داود: 4765)

مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللهِ إِلَيْهِ

وہ اللہ کی مخلوق میں سے اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ لوگ ہیں۔[25] (صحيح مسلم :1066)

---

[23] سر منڈانا خوارج کی عمومی نشانی نہیں۔ یہ خاص حروریہ کی نشانی تھی اور اگر اب بھی بعض خوارج میں یہ پائی جائے تو یہ محض اتفاق ہو گا۔

[24] اولین خوارج میں اس نشانی والا شخص موجود تھا جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انکے خلاف قتال کیا تو لاشوں کے ایک ڈھیر کے نیچے سے اس شخص کو نکالا گیا۔ یہ کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا؟ اسکے بارہ میں کسی کو بھی علم نہ تھا۔

[25] روئے ارض پہ اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ، تمام تر مخلوقات سے بدترین لوگ کیوں نہ ہوں؟ کہ انہوں نے اللہ کے دین کے نام پہ رب کے اسلام کو بدنام کیا، اور نقصان پہنچایا ہے۔ ایک مؤمن کا قتل اللہ رب العزت کے ہاں ساری دنیا کے ختم ہو جانے سے زیادہ ناپسندیدہ ہے (سنن النسائی :3986)۔ کیونکہ مؤمن کی عزت و حرمت اللہ تعالی کے نزدیک کعبہ کی حرمت سے بھی عظیم تر ہے (جامع الترمذی :2032)۔ جبکہ خوارج کی سفاکیت وبربریت کا عالم تو یہ ہے کہ انہوں نے بے شمار اہل ایمان کو خاک وخوں میں ملا دیا ہے۔ اہل اسلام پہ آتش وآہن کی بارش کرکے یہ ظالم خوش ہوتے ہیں اور اصلی کفار کی نسبت کلمہ پڑھنے والوں کو اپنا بڑا دشمن گردانتے ہیں۔

يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلاَمِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے گزر جاتا ہے۔ (صحیح البخاری :3611)

يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ

وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار میں سے آر پار ہو جاتا ہے۔[26]

---

[26] یہاں خارجیوں کو تیر اور دین اسلام کو شکار سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی جس طرح ایک تیز رفتار تیر شکار کو لگنے کے بعد اسکے جسم کو چیرتا ہوا دوسری طرف سے نکل جاتا ہے بالکل اسی طرح یہ لوگ اسلام کا ظاہری رنگ ڈھنگ اپنانے کے باوجود اسلام سے باہر نکل جائیں گے۔ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے مزید تفصیل کے ساتھ یوں بیان فرمایا ہے:

يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ، - وَهُوَ قِدْحُهُ -، فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الفَرْثَ وَالدَّمَ

وہ دین سے ایسے باہر نکل جائیں گے جس طرح وہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے، جسکے پھالے (تیر کے آگے والا دھاری دار حصہ جو جسم کو چیرتا ہے) کی طرف دیکھا جائے تو اس پہ کوئی چیز بھی نہ پائی جائے، پھر اسکے پٹھے (تیر کے پھالے اور تیر کی لکڑی کو آپس میں جوڑ کر جو چیز اسکے پھالے پہ مضبوطی کے لیے لگائی جاتی ہے) کو دیکھا جائے تو اس پہ بھی کوئی چیز نہ ہو، پھر اسکی لکڑی (تیر کے اگلے پھالے اور تیر کی پچھلے پروں کے درمیان والی لکڑی) کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کوئی چیز نہ ملے، پھر اسکے پروں کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کوئی چیز نہ پائی جائے، وہ (تیر) گوبر اور خون سے سبقت لے جا چکا ہو۔

(صحیح البخاری: 3610)

یعنی جس طرح ایک تیز رفتار تیر شکار کے جسم سے اتنی تیزی کے ساتھ گزرتا ہے کہ اسے سے پہلے کہ جانور کے جسم کا خون یا گوبر اس تیر کو چھوئے، وہ شکار کے جسم سے پار ہو جاتا ہے۔ اور اس تیر کے کسی بھی حصہ پہ اس شکار شدہ جانور کے خون یا گوبر کا کوئی نشان تک نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح یہ خارجی اسلام سے پار نکل جائیں گے کہ ان پر اسلام کا کوئی اثر تک نہیں ہوگا!

رسول اللہ ﷺ کے اس واضح فرمان کی بناء پر کچھ اہل علم نے یہ موقف اپنایا ہے کہ اس حدیث میں یہ بات واضح ہے کہ خارجی گو کہ بظاہر اسلام پہ عمل کرنے والے ہونگے لیکن چونکہ حقیقت میں وہ اسلام سے باہر ہونگے لہذا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان خوارج کے کافر ہونے کی دلیل ہے۔ اور خوارج سے انکے کفر و ارتداد اور بغاوت کی وجہ سے بالکل اسی

(سنن أبی داود: 4765)

ثُمَّ لاَ يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ

پھر وہ اس (دین) میں دوبارہ نہ لوٹیں گے حتی کہ تیر واپس نہ لوٹ آئے۔ (صحیح البخاری: 7562)

لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ عَلَى فُوقِهِ

وہ واپس نہیں لوٹیں گے حتی کہ تیر اپنی ابتدائی جگہ پر الٹا نہ آ جائے۔[27] (سنن أبی داود: 4765)

لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ

اگر میں نے انہیں پالیا تو میں انہیں قوم عاد کی طرح قتل کروں گا۔[28] (صحیح البخاري: 3344)

طرح قتال کیا جائے گا جس طرح کفار سے قتال کیا جاتا ہے۔ اور اس موقف پہ دلالت کرنے والے احادیث کے کچھ الفاظ آگے بھی آ رہے ہیں۔

(27) یعنی جب وہ مکمل طور پہ خارجیت کے نظریہ کو اپنا چکے ہونگے تو وہ دین اسلام سے خارج ہو جائیں گے اور پھر انہیں دوبارہ اسلام کی طرف لوٹنے کی توفیق نہیں ملے گی۔ جسطرح کمان سے نکلنے والا تیر آگے ہی بڑھتا ہے واپس پیچھے کو نہیں آتا، اسی طرح یہ بھی اپنے خارجیت والے نظریات میں آگے سے آگے ہی بڑھتے جائیں گے واپس حق کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ سو اس فتنہ کے خاتمہ کا ایک طریقہ ہے کہ ایسی ذہنیت کے حامل افراد کو قتل ہی کر دیا جائے۔

(28) عاد، وہ قوم ہے جنکی طرف اللہ تعالی نے ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تھا۔ لیکن انہوں نے کفر کیا اور اللہ کے احکامات سے روگردانی کی تو اللہ تعالی نے ان پہ باد صرصر کی صورت عذاب غلیظ نازل فرمایا جو ان پر آٹھ دن سات راتیں مسلط رہا جسکے نتیجہ میں وہ مر کر اسی طرح گرے جیسے کھجوروں کے تنے گرے پڑے ہوں اور ان میں سے کوئی بھی زندہ باقی نہ بچا [الحاقّة:6-8]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوارج کو بھی بالکل اسی طرح قتل کرنے کی خواہش کا اظہار فرما رہے ہیں کہ اگر میری موجودگی میں یہ فتنہ اٹھا تو میں انہیں بالکل ویسے ہی قتل کروں گا جسطرح قوم عاد کو ہلاک کیا گیا۔ یعنی خارجی فکر رکھنے والے کسی ایک فرد کو بھی باقی نہ چھوڑوں گا سب کو قتل کر دوں گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ فتنہ کس قدر خطرناک ہے، کہ اس میں مبتلاء افراد کو زندہ رکھنا بھی نقصان دہ ہے، تبھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قوم عاد کی طرح نیست ونابود کرنے کی خواہش کا اظہار فرما رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "قوم عاد کی طرح قتل" سے کچھ اہل علم نے یہ اخذ کیا ہے کہ چونکہ عاد کافر تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوارج کو بھی "عاد" کی طرح قتل کرنے کا کہہ رہے ہیں، لہذا خوارج کا حکم بھی کفار والا ہی ہے اور یہ کافر ہیں۔

فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ

جب تم انہیں پاؤ تو انہیں قتل کر دو۔ (صحيح مسلم :1066)

فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ

تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔[29] (صحيح البخاري: 3611)

شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ

وہ آسمان کی چھت تلے بدترین مقتول ہیں۔[30] (جامع الترمذي: 3000)

كِلَابُ النَّارِ

وہ جہنم کے کتے ہیں۔ (جامع الترمذي: 3000)

كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ

اہل جہنم کے کتے ہیں۔[31] (سنن ابن ماجه:176)

---

[29] رسول اللہ ﷺ نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ اگر میرے ہوتے یہ لوگ نمودار ہوئے تو میں انہیں قتل کر دوں گا اور اپنی امت کو بھی یہی حکم دیا کہ تم میں سے بھی جو انہیں جب بھی جہاں بھی پائے قتل کر دے۔
یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ قتل کا یہ حکم اگرچہ بظاہر عام ہے، لیکن دیگر دلائل یہ بات واضح ہے کہ خوارج کا قتل بھی حاکم وقت ہی کرے گا۔ مسلمان حکمران ہی انکے خلاف محاذ جنگ کھولے گا اور انہیں قتل کرنے کا حکم دے گا۔ حکومت کی اجازت کے بغیر عام لوگ خوارج کو بھی قتل نہیں کر سکتے۔

[30] آسمان کی چھت کے نیچے یعنی زمین پہ جتنے لوگ بھی قتل ہوتے ہیں ان سب سے بُرے مقتول خوارج ہیں۔ قتل ہونے والوں میں کفار و مشرکین بھی شامل ہوتے ہیں، لیکن خارجیوں کو ان سے بھی برا مقتول قرار دیا جا رہا ہے۔

[31] خارجی جہنم میں اہل جہنم کے کتے ہونگے۔ اس حوالہ سے سعید بن جُھمان نے اپنے بارہ میں ایک واقعہ بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں: كَانَتِ الْخَوَارِجُ تَدْعُونِي حَتَّى كِدْتُ أَنْ أَدْخُلَ مَعَهُمْ فَرَأَتْ أُخْتُ أَبِي بِلَالٍ فِي النَّوْمِ أَنَّ أَبَا بِلَالٍ كَلْبٌ أَهْلَبُ أَسْوَدُ عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ قَالَ: فَقَالَتْ بِأَبِي أَنْتَ يَا أَبَا بِلَالٍ مَا شَأْنُكَ أَرَاكَ هَكَذَا؟ قَالَ: جُعِلْنَا بَعْدَكُمْ كِلَابَ النَّارِ، وَكَانَ أَبُو بِلَالٍ مِنْ رُءُوسِ الْخَوَارِجِ
خوارج مجھے دعوت دیتے تھے حتی کہ قریب تھا کہ میں ان میں شامل ہو جاتا (لیکن شامل کیوں نہ ہوا، اسکی وجہ یہ بنی کہ) ابو بلال کی بہن نے خواب میں دیکھا کہ ابو بلال سیاہ رنگ کا کتا بن چکا ہے اور اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، تو اس

خوارج کے خلاف جہاد کرنے والوں کا حکم:

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا، لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جوانہیں قتل کرے گا اسکے لیے انکے قتل کرنے میں اللہ کے ہاں قیامت کے دن اجر ہے۔

(صحيح مسلم :1066)

طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ

اسکے لیے خوشخبری ہے جو ان سے لڑے اور جسے وہ قتل کر دیں۔ (سنن أبي داود: 4765)

مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى بِاللهِ مِنْهُمْ

جس نے انہیں کے خلاف جہاد کیا وہ انکی نسبت اللہ کے زیادہ قریب ہو گا۔ (سنن أبي داود: 4765)

خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ

جسے انہوں نے قتل کیا وہ بہترین مقتول ہے۔[32] (جامع الترمذي: 3000)

سیدنا علی بن ابی طالب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں:

لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ، مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ

اگر ان پر حملہ آور لشکر کو علم ہو جائے کہ انکے لیے انکے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زبانی کس (انعام) کا فیصلہ کیا گیا ہے، تو وہ (باقی اعمال چھوڑ کر) اسی عمل پر تکیہ کر لیں۔[33] (صحيح مسلم :1066)

نے پوچھا: اے ابو بلال میرا باپ تجھ پہ فداء ہو، تیری یہ کیا حالت ہے کہ میں تجھے اس طرح دیکھ رہی ہوں؟ تو اس نے کہا ہم تمہارے بعد جہنم کے کتے بنا دیے گئے ہیں۔ اور ابو بلال خوارج کے سرداروں میں سے ایک تھا۔

(السنه لعبد الله بن أحمد بن حنبل:1509)

اہل جہنم کا کتا ہونے کا اگر مجازی معنی مراد لیا جائے تو پھر معنی بنتا ہے کہ یہ لوگ اہل جہنم یعنی کفار کے لیے کام کرنے والے اور انکے ایجنڈے کو پایہء تکمیل تک پہنچانے والے ہونگے۔ اور یہ معنی بھی بالکل واضح ہے۔

[32] خارجیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے بہترین یعنی افضل ترین شھداء ہیں۔

اولین خوارج کے حالات:

نبی مکرم ﷺ نے خوارج کے بارہ میں جو پیشگوئیاں فرمائیں، انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے دور میں اٹھنے والے فتنہ ءخوارج کو فوراً پہچان لیا اور پھر انکے خلاف جہاد کرکے اس فتنہ کا خاتمہ کیا۔ خارجیوں کے اس سب سے پہلے گروہ کے حالات جاننا بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ خوارج کا یہ گروہ ایسا تھا کہ اس خاص گروہ کے بارہ میں بھی رسول اللہ ﷺ نے کچھ پیش گوئیاں فرمائی تھیں، جو اسی طرح پوری ہوئیں۔ ذیل میں ان سے متعلق چند اہم روایات پیش کی جاتی ہیں تاکہ انکے حالات وصفات کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا خوارج سے مناظرہ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حَروری [34] علیحدہ ہوئے اس وقت وہ مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر ایک گھر میں جمع تھے۔ ایک دن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ظہر کے وقت گیا اور انہیں کہا: ”امیر المؤمنین! نماز کو تھوڑا تاخیر سے پڑھائیے گا تاکہ میری جماعت چھوٹ نہ جائے۔ میں ان لوگوں سے بات چیت کرنے کے لیے جارہا ہوں۔“

علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ”مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ آپ کو نقصان نہ پہنچائیں۔“

میں نے کہا: ”ان شاء اللہ، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔“

---

(33) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج کے خلاف جہاد کرنے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے اجر کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ایسا اجر کہ اگر خارجیوں کے خلاف جہاد کرنے والوں کو اسکا علم ہو جائے تو اپنی نجات کے لیے صرف خوارج کے خلاف جہاد کو ہی کافی سمجھنے لگیں گے۔ اور اپنے اسی عمل پہ ہی تکیہ کرکے باقی اعمال کرنا چھوڑ بیٹھیں گے۔

(34) خوارج کو ہی حَروری کہتے ہیں۔ دراصل حَرُوْرَاء عراق کے شہر کوفہ میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں سے انہوں نے بغاوت کا آغاز کیا تھا۔

(سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی تو) میں نے بقدر استطاعت سب سے اچھا یمنی سوٹ پہنا۔ پھر میں ان کے پاس پہنچا وہ قیلولہ کر رہے تھے۔ یہ عین دوپہر کا وقت تھا۔ میں ایسی قوم کے پاس آیا تھا کہ میں نے عبادت الٰہی میں ان سے زیادہ محنتی کوئی قوم کبھی نہیں دیکھی۔ ان کے ہاتھوں پر اونٹ کے زمین پر لگنے والے اعضاء کی طرح گٹھے پڑے ہوئے تھے اور ماتھے پر سجدوں کی کثرت کی وجہ سے محرابیں بنی ہوئی تھیں۔ جب میں پہنچا تو انہوں نے کہا: "ابن عباس، خوش آمدید![35] کہنے لگے: " فرمایئے کہ کیونکر تشریف آوری ہوئی؟"

---

[35] یعنی انہوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو سلام نہیں کہا! ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جا کر انہیں سلام کہنا دوسری روایت میں موجود ہے۔ لیکن خوارج چونکہ ان تمام اصحاب کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے، سو انہوں نے اپنے نظریہ کے مطابق نہ انہیں سلام کہا نہ سلام کا جواب دیا۔

اسی طرح ایک روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ جب وہ پہنچے تو انہوں نے مرحبا کہتے ہی ساتھ یہ بھی کہہ دیا: کس لیے تشریف لائے ہیں اور یہ خوبصورت سوٹ کیوں پہن رکھا ہے؟"

اہل بدعت کا یہ وتیرہ ہے کہ وہ مسائل کے بجائے شخصیت پر سب سے پہلے طعن کرتے ہیں، حتی کہ مسائل پہ بات چل بھی نکلے تو بھی وہ ذاتیات پہ اترنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ خوارج بھی گھٹیا لباس پہننے کو صوفیاء کی طرح تقوی سمجھتے اور خوش لباسی کو برا جانتے تھے، تو جب انہوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو عمدہ لباس زیب تن کیے ہوئے دیکھا تو فوراً اعتراض جڑ دیا۔ اس پر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں دندان شکن جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"اس سوٹ کی وجہ سے مجھ پر اعتراض کر رہے ہو؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس سے بھی اچھے سوٹ پہنے دیکھا ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت اور کھانے کی پاکیزہ چیزیں پیدا کی ہیں، انہیں کس نے حرام کر دیا؟ [الأعراف : 32]

(مستدرك على الصحيحين:7368)

یعنی یہ آیت مباح زینت کی حِلّت بتانے کے لیے نازل ہوئی ہے تو کیسے تم اس کی مخالفت کرتے ہو اور اسے حرام ٹھہراتے ہو؟

میں نے کہا: ”میں مہاجرین وانصار اور دامادِ رسول کی طرف سے آیا ہوں اور تمہیں اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے بارے میں بتانے آیا ہوں (کہ وہ کیسی عظیم ہستیاں ہیں کہ) ان کی موجودگی میں وحی نازل ہوئی، انہی کے بارے میں ہوئی اور وہ اس کی تفسیر کو تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ [تم میں ان میں سے کوئی نہیں ہے۔ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں تاکہ ان کا پیغام تم تک پہنچاؤں اور تمہارا پیغام ان تک پہنچاؤں۔] “

یہ سن کر بعض حاضرینِ مجلس کہنے لگے کہ اس سے بات نہ کرو۔ کچھ کہنے لگے: ”اللہ کی قسم! ہم ضرور اس سے بات کریں گے۔“

میں نے پوچھا: ”بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد، داماد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے اسلام لانے والے پر تمہیں کیا اعتراض ہے؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ انہی کے ساتھ ہیں۔“

کہنے لگے: ”ہم ان پر تین اعتراض ہیں۔“

میں نے کہا: ”بتاؤ کون کون سے ہیں؟“

کہنے لگے:

انہوں نے دین کے معاملہ میں انسانوں کو ثالث مانا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ

حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے۔ [الأنعام: 57]

اللہ کے اس فرمان کے بعد لوگوں کا فیصلہ سے کیا تعلق؟!

میں نے پوچھا: اور کیا بات ہے؟

انہوں نے کہا: انہوں نے لڑائی کی اور قتل کیا لیکن نہ کسی کو قیدی بنایا، نہ مال غنیمت حاصل کیا۔ اگر مخالفین کفار تھے تو انہیں قید کرنا اور ان کا مال لوٹنا حلال تھا۔ اور اگر وہ مؤمن تھے تو ان سے لڑنا ہی حرام تھا۔“

میں نے پوچھا: اور کیا بات ہے؟

انہوں نے کہا: ”اپنے آپ کو امیر المؤمنین کہلوانے سے روک دیا۔[36] اگر وہ مؤمنوں کے امیر نہیں ہیں تو پھر لا محالہ کافروں کے امیر ہیں۔“

میں نے کہا: ”اچھا، یہ بتاؤ کہ اگر میں تمہارے سامنے قرآن کریم کی کوئی محکم آیت پڑھوں یا نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنت تمہیں بتاؤں، جس کا تم انکار نہ کر سکو، تو اپنے موقف سے رجوع کر لو گے ؟“

کہنے لگے: ”کیوں نہیں!“

میں نے کہا: ”جہاں تک تمہارے پہلے اعتراض کا تعلق ہے کہ ”دین کے معاملہ میں لوگوں کو ثالث ماننا“ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْتُلُوا۟ ٱلصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ * وَمَن قَتَلَهُۥ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ ٱلنَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِۦ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ

اے ایمان والو! تم حالت احرام میں شکار نہ مارو۔ اور جس نے جان بوجھ کر شکار مارا تو اس کا بدلہ مویشیوں میں سے اسی شکار کے ہم پلہ جانور ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں۔
[المائدة : 95]

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے بارے میں فرمایا:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَٱبْعَثُوا۟ حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِۦ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَآ

اور اگر تمہیں زوجین کے باہمی تعلقات بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کر لو۔ [النساء : 35]

میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: بتاؤ! لوگوں کی جانیں بچانے اور ان کی آپس میں صلح کے وقت لوگوں کے فیصلے کی زیادہ ضرورت ہے یا چوتھائی درہم کی قیمت رکھنے والے خرگوش معاملہ میں ؟

کہنے لگے: ”یقیناً لوگوں کی جانوں کو بچانے اور آپس میں صلح کروانے میں (زیادہ ضرورت) ہے۔“

میں نے پوچھا: ”پہلے اعتراض کا تسلی بخش جواب مل گیا؟“

کہنے لگے: ”بے شک۔“

---

[36] یہ سیدنا علی رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ نے اس وقت کیا تھا جب ان کے اور سیدنا معاویہ رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ کے درمیان تحکیم کی دستاویز لکھی جا رہی تھی۔ مزید تفصیل کے لیے البداية والنهاية لابن كثير : 557/10 ملاحظہ فرمائیں۔

میں نے کہا: "جہاں تک تمہارے دوسرے اعتراض کا تعلق ہے کہ "مخالفین سے لڑائی تو کی لیکن نہ قیدی بنایا، نہ مال غنیمت حاصل کیا۔"[37] تو بتاؤ! کیا اپنی والدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنانا پسند کرتے ہو؟ کیا اسے بھی ایسے ہی لونڈی بنا کر رکھنا جائز سمجھتے ہو جیسے دوسری لونڈیوں کو؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو تم کافر ہو۔ اور اگر یہ سمجھتے ہو کہ وہ مؤمنوں کی ماں نہیں ہے تو تب بھی تم کافر ہو اور دائرہ اسلام سے خارج ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ

بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے لئے ان کی اپنی ذات سے بھی مقدم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔ [الأحزاب: 6]

اب تم دو گمراہیوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہو۔ جس کو چاہو، اختیار کر لو۔ تم لوگ گمراہی کے گہرے غار میں دھنس چکے ہو۔

تمہارا یہ اعتراض بھی ختم ہوا؟"

وہ کہنے لگے: "جی ہاں!"

میں نے کہا: "جہاں تک تمہارے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ "سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نام کے ساتھ امیر المؤمنین نہیں لکھوایا" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر قریش سے اس بات پر صلح کی کہ ان کے درمیان ایک معاہدہ تحریر ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکھو: "یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔" وہ کہنے لگے: "اگر ہم یہ مانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو کبھی بھی آپ کو بیت اللہ سے روکتے، نہ آپ سے لڑائی کرتے۔ لہٰذا محمد بن عبد اللہ لکھوائیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی قسم! یقیناً میں اللہ کا سچا رسول ہوں، اگرچہ تم مجھے جھٹلاتے ہو، لیکن خیر، علی! محمد بن عبد اللہ لکھو۔"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی رضی اللہ عنہ سے بدرجہا بہتر ہیں۔[38]

---

[37] خارجیوں کا اشارہ جنگ جمل کی طرف تھا جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں میں ہوئی تھی۔

[38] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب "رسول اللہ" کا لفظ نہ لکھوایا تو ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہ رہے ہوں۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اگر امیر المؤمنین نہیں لکھوا تو وہ امیر المؤمنین کیوں نہ رہے؟

یہ اعتراض بھی ختم ہوا؟"
کہنے لگے: "جی ہاں۔"
یہ گفتگو سن کر بیس ہزار[39] خارجیوں نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا[40] اور باقی چار ہزار رہ گئے جو قتل کر دیے گئے۔ (مصنف عبد الرزاق: 18678)

خوارج کے خلاف جہاد کے کچھ حالات:

زید بن وہب الجُہَنی کہتے ہیں:
وہ اس لشکر میں تھے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج کی طرف گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
"میری امت سے ایسی قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے، تمہارا قرآن پڑھنا انکے قرآن پڑھنے کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، اور نہ ہی تمہاری نماز انکی نماز کے مقابل کچھ ہے، اور نہ ہی تمہارا روزہ انکے روزہ کے مقابلہ میں کچھ ہے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور سمجھیں گے کہ وہ انکے حق میں ہے جبکہ وہ انکے خلاف ہو گا۔ انکی نماز انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح

---

[39] تائب ہونے والوں کی تعداد مختلف روایات میں مختلف ذکر ہوئی ہے۔ سابقہ روایت میں تائب ہونے والوں کی تعداد چار ہزار مذکور ہے، جبکہ اس روایت میں بیس ہزار تائب ہونے والے اور چار ہزار باقی رہ جانے والے مذکور ہیں۔

[40] خارجیوں کے بارہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "پھر وہ اس (دین) کی طرف دوبارہ نہ لوٹیں گے حتی کہ تیر واپس نہ لوٹ آئے۔" (صحیح البخاری: 7562). جبکہ یہاں بیان ہو رہا ہے کہ چار ہزار افراد کے سوا باقی سب واپس لوٹ آئے۔ تو یہاں ظاہری تضاد معلوم ہو رہا ہے، جبکہ حقیقت میں یہ تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ ان لوگوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا تھا جو "دین سے ایسے نکل چکے ہوں جس طرح تیر شکار سے گزر جاتا ہے" یعنی مکمل اور پختہ خارجی بن چکے ہوں۔ رہے وہ لوگ جو انکی باتوں سے متأثر ہو جاتے ہیں لیکن مکمل طور پہ خارجی نظریات نہیں اپناتے تو وہ سمجھانے سے واپس لوٹ آتے ہیں، انکے بارہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں ہے۔ اور یہاں بھی جو لوگ واپس پلٹے وہ اسی دوسری قسم کے تھے۔ اور جنکا تعلق پہلی قسم سے تھا ان میں سے کوئی بھی خارجیت سے تائب نہیں ہوا۔

تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔-اگر اس وہ لشکر جو ان پر حملہ آور ہونے والا ہے یہ جان لے کہ انکے لیے انکے نبی ﷺ کی زبانی کیا فیصلہ کیا گیا ہے تو وہ اسی پر تکیہ کر کے عمل چھوڑ دیں-اور اسکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہو گا جسکے بازو کی کلائی نہیں ہو گی۔اسکی بازو کی نوک عورت کے پستان کی طرح ہو گی،اس پر سفید بال ہونگے"۔

تم معاویہ اور اہل شام کی طرف جاتے ہو اور ان لوگوں کو چھوڑ دیتے ہو،یہ تمہارے بچوں اور مالوں میں پیچھے رہتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں یقین رکھتا ہوں کہ یہی وہ لوگ ہیں (جنکے بارہ نبی مکرم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی)یقینا انہوں نے ناحق خون بہایا ہے،اور لوگوں گے مویشیوں پر حملہ کیا ہے۔لہذا،اللہ کا نام لے کر چلو۔

سلمہ بن کُہیل کہتے ہیں مجھے زید بن وہب نے مرحلہ وار کیا کیا کچھ ہوا،سب کچھ بتایا۔

حتی کہ اس نے کہا: ہم ایک پُل سے گزرے،تو جب ہمارا ٹکراؤ ہوا،خوارج کا سردار عبد اللہ بن وہب راسبی تھا۔

اس نے انہیں کہا: نیزے پھینک دو،اور اپنی تلواریں نیاموں سے نکال لو،مجھے ڈر ہے کہ یہ تمہارے ساتھ وہی معاملہ نہ کریں جو حروراء کے دن انہوں نے کیا تھا۔

انہوں نے نیزوں کو دور پھینک دیا اور تلواریں سونت لیں،اور لوگوں نے نیزوں کے ساتھ انکا مقابلہ کیا۔وہ قتل ہو کر ایک دوسرے پہ گرے۔اور لوگوں میں سے اس دن صرف دو آدمی شہید ہوئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ان میں وہ ناقص بازو والا تلاش کرو۔

انہوں نے تلاش کیا تو انہیں وہ نہ ملا۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کام کے لیے خود کھڑے ہوئے، حتی کہ وہ لوگوں کے ایک ڈھیر پہ آئے جو قتل ہو کر ایک دوسرے کے اوپر گرے ہوئے تھے۔انہوں نے کہا: انہیں ہٹاؤ۔

تو انہوں نے اس (بازو کٹے نشانی والے) کو زمین کے ساتھ (سب سے نیچے) پایا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: اللہ نے سچ کہا،اور اسکے رسول ﷺ نے پہنچا دیا۔

عَبِیدہ سلمانی انکی طرف بڑھا اور کہا: اے امیر المؤمنین کیا اللہ کی قسم جسکے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں ہے، آپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟

تو انہوں نے کہا: ہاں اس اللہ کی قسم جسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

حتیٰ کہ اس نے آپ سے تین مرتبہ قسم اٹھوائی اور آپ (علی رضی اللہ عنہ) نے قسم اٹھائی۔

(صحيح مسلم: 1066)

عبد اللہ بن شداد کہتے ہیں:

میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ جن راتوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے، انہی دنوں وہ عراق سے لوٹی تھیں۔

انہوں نے فرمایا: اے عبد اللہ بن شداد! جس کے بارہ میں تجھ سے میں پوچھوں، کیا تو سچ سچ بتائے گا؟ مجھے اس قوم کے بارہ میں بتاؤ جنہیں علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

میں نے کہا: میں آپ کو سچ کیوں نہ بتاؤں گا؟

انہوں نے کہا: پھر مجھے انکا قصہ سناؤ۔

میں نے کہا: جب علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خط و کتابت کی، اور دو بندوں کو منصف مقرر کیا، تو قراء میں سے آٹھ ہزار لوگوں نے بغاوت کر دی، اور وہ کوفہ کی ایک جانب حروراء نامی جگہ پر چلے گئے، اور انہوں نے اس (علی رضی اللہ عنہ) پر تنقید کی، اور کہا تو اس قمیص سے نکل گیا ہے جو اللہ نے تجھے پہنائی تھی، اور اسکی بدولت تجھے سرفرازی عطاء کی تھی۔ پھر تو نے اللہ کے دین میں (لوگوں کو) فیصلہ کرنے والے (منصف) بنا دیا، جبکہ حکم تو صرف اللہ کا ہی ہے۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو انکی وہ باتیں پہنچیں جن پر وہ سیخ پا ہوئے تھے اور انہیں چھوڑ گئے تھے، تو انہوں نے حکم دیا جس پر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ امیر المؤمنین کے پاس صرف وہ آدمی آئے جس نے قرآن یاد کیا ہو۔ جب قراء سے گھر بھر گیا تو انہوں نے ایک بہت بڑا مصحف منگوایا اور اسے اپنے سامنے رکھا، اسے اپنے ہاتھ سے تھپکانے لگے اور کہنے لگے:

اے مصحف لوگوں کو بتایئے!۔

لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے اور کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! آپ اس (مصحف) سے کیا پوچھتے ہیں؟ یہ تو اوراق اور سیاہی کا مجموعہ ہے! آپ کیا چاہتے ہیں؟ ہم اس (قرآن) سے جو جانتے ہیں اسکے مطابق آپکو بتا دیتے ہیں۔

وہ فرمانے لگے: تمہارے وہ ساتھی جنہوں نے خروج کیا ہے، انکے اور میرے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ عزوجل ایک مرد اور عورت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا

اور اگر تم ان دونوں کے درمیان اختلاف سے ڈرو تو ایک حاکم (منصف) اس مرد کے گھر والوں کی طرف سے اور ایک عورت کے گھر والوں کی طرف سے مقرر کرو۔

حرمت کے اعتبار سے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی اور ایک عورت سے بڑھ کر ہے۔ انہوں نے مجھ سے اس بات کا انتقام لیا ہے کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی ہے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خط لکھا ہے۔ حالانکہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے قریش کے ساتھ صلح کی تو سہیل بن عمرو آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا:

«بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ»

تو سہیل نے کہا: «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ» نہ لکھو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر کیسے لکھیں؟

اس نے کہا: لکھو "بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکھ دو۔

پھر فرمایا: لکھ "محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم

تو انہوں نے کہا: اگر ہم یہ جانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپکی مخالفت ہرگز نہ کرتے۔

تو انہوں نے لکھا: "یہ وہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ نے قریش سے صلح کی"۔

اللہ تعالی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے۔

تو اسے علی بن ابی طالب نے انکی طرف بھیجا، تو میں بھی انکے ساتھ نکلا، حتی کہ جب ہم انکے لشکر کے درمیان پہنچے تو ابن الکوّاء کھڑا ہوا، اس نے لوگوں کو خطاب کیا اور کہا:

اے حاملین قرآن! یہ عبد اللہ بن عباس ہے، جو اسکو نہیں پہچانتا (نہ سہی) میں اسے کتاب اللہ سے پہچانتا ہوں، یہ وہی ہے جسکی قوم کے بارہ میں (یہ آیت) نازل ہوئی "بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ" (بلکہ یہ جھگڑالو قوم ہے)۔

اسے اسکے ساتھی (علی رضی اللہ عنہ) کی طرف (واپس) لوٹا دو، اور اسے کتاب اللہ پر مناظرہ نہ کرنے دو۔

انکے خطباء کھڑے ہوئے، انہوں نے کہا:

نہیں! (بلکہ) ہم ضرور اس سے کتاب اللہ پر بات کریں گے، تو جب یہ حق کہے گا ہم اسے پہچان لیں گے اور ہم اسکی استطاعت رکھتے ہیں، اور اگر وہ باطل کہے گا تو ہم اسکے باطل پہ اسکی گرفت کریں گے۔ اور اسے اسکے ساتھی کے پاس بھیج دیں گے۔

تو انہوں نے تین دن تک اس سے کتاب اللہ پر مناظرہ کیا[41]۔ ان میں سے چار ہزار واپس آگئے، وہ سب کے سب (خروج) سے تائب ہو چکے تھے، ان میں ابن الکوّاء بھی تھا۔ حتی کہ انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے باقیوں کی طرف پیغام بھیجا اور کہا:

ہمارا اور لوگوں کا جو معاملہ تھا تم دیکھ چکے ہو۔ سو اب جہاں چاہتے ہو ٹھہرو حتی کہ امت محمد ﷺ جمع ہو جائے۔ اور جہاں چاہتے ہو رہو۔ ہمارے اور تمہارے درمیان (معاہدہ) ہے کہ ہم تمہیں اس وقت

---

[41] اس مناظرہ کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

تک اپنے نیزوں سے بچائیں گے جب تک تم رہزنی نہ کرو، یا خون خرابہ نہ کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو پھر ہم تم پر جنگ مسلط کر دیں گے، یقیناً اللہ عزوجل خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے فرمایا: ابن شداد! انہوں (علی رضی اللہ عنہ) نے ان (خارجیوں) کو قتل کیا؟

تو اس نے کہا: اللہ کی قسم اس (علی رضی اللہ عنہ) نے انکی طرف اس وقت تک لشکر روانہ نہیں کیا حتی کہ انہوں نے رہزنی کی، اور ناحق خون بہائے، اور انہوں نے ابن خبّاب کو قتل کیا اور اہل ذمہ (کے قتل) کو حلال کر لیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم کیا واقعی؟

میں نے کہا: ہاں! اس اللہ کی قسم جسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔

انہوں نے فرمایا: مجھے اہل عراق سے جو بات پہنچی ہے وہ کہتے ہیں "پستان والا، پستان والا" وہ کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں نے اسے دیکھا ہے اور میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقتولین میں اس کے پاس کھڑا تھا، تو انہوں نے لوگوں کو بلایا اور پوچھا کیا تم اسے جانتے ہو؟ تو اکثر آنے والوں نے یہی کہا کہ میں نے اسے فلاں مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا تھا، میں نے فلاں مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا تھا، اسکے سوا کوئی ٹھوس تعارف نہیں ملا، جس سے وہ پہچانا جا سکے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب اسے دیکھا تو کیا کہا؟ جس طرح اہل عراق سمجھتے ہیں؟

میں نے عرض کیا کہ میں نے انہیں یہ کہتے سنا: اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ تو نے اسکے علاوہ بھی کوئی بات ان (علی رضی اللہ عنہ) سے سنی؟

میں نے کہا: نہیں!

فرمانے لگیں: ہاں اللہ عزوجل اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ (مستدرك حاكم : 2657)

خوارج کے بارہ ائمہ دین کی آراء:

امام محمد بن عبد الکریم شہرستانی رحمہ اللہ، خوارج کی تعریف میں لکھتے ہیں:

كُلُّ مَنْ خَرَجَ عَنِ الإِمامِ الْحَقِّ الَّذِي اتَّفقَتِ الجَمَاعَةُ عَلَيْهِ يُسَمَّى خَارِجِيًّا سَواءً كَانَ الْخُرُوْجُ فِيْ أَيَّامِ الصَّحَابَةِ عَلَى الأَئِمَّةِ الرَّاشِدِيْنَ أَوْ كَانَ بَعْدَهُمْ عَلَى التَّابِعِيْنَ بِإِحْسَانٍ وَالأَئِمَّةِ فِيْ كُلِّ زَمَانٍ.

ہر وہ شخص جو عوام کی متفقہ مسلمان حکومتِ وقت کے خلاف مسلح بغاوت کرے اسے خارجی کہا جائے گا؛ خواہ یہ خروج و بغاوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں خلفاے راشدین کے خلاف ہو یا تابعین اور بعد کے کسی بھی زمانہ کی مسلمان حکومت کے خلاف ہو۔ (الملل والنحل صـ114)

امام نووی رحمہ اللہ، خوارج کی تعریف یوں کرتے ہیں :

الْخَوَارِجُ صِنْفٌ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ يَعْتَقِدُونَ أَنَّ مَنْ فَعَلَ كَبِيرَةً كَفَرَ وَخُلِّدَ فِي النَّارِ، وَيطْعَنُونَ لِذَلِكَ فِي الأَئِمَّةِ، وَلَا يَحْضُرُونَ مَعَهُمُ الْجُمُعَاتِ وَالْجَمَاعَاتِ

خوارج بدعتیوں کا ایک گروہ ہے۔ یہ لوگ گناہِ کبیرہ کے مرتکب کے کافر اور دائمی دوزخی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے مسلم اُمراء وحکام پر طعن زنی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جمعہ اور عیدین وغیرہ کے اجتماعات میں شریک نہیں ہوتے۔ (روضة الطالبين، ج10، صـ51)

شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَانُوا أَهْلَ سَيْفٍ وَقِتَالٍ، ظَهَرَتْ مُخَالَفَتُهُم لِلْجَمَاعَةِ؛ حِيْنَ كَانُوا يُقَاتِلُوْنَ النَّاسَ. وَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا يَعْرِفُهُمْ أَكْثَرُ النَّاسِ.

وہ اسلحہ سے لیس اور بغاوت پر آمادہ تھے، جب وہ لوگوں سے قتال کرنے لگے تو اُن کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مخالفت وعداوت ظاہر ہو گئی۔ تاہم عصرِ حاضر میں (بظاہر دین کا لبادہ اوڑھنے کی وجہ سے) لوگوں کی اکثریت انہیں پہچان نہیں پاتی۔ (النبوات ، صـ 564)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهذِهِ الْعَلَامَةُ الَّتِي ذَكَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ عَلَامَةُ أَوَّلِ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهُمْ لَيْسُوا مَخْصُوصِينَ بِأُولَئِكَ الْقَوْمِ. فَإِنَّهُ قَدْ أَخْبَرَ فِي غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُمْ لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ إِلَى زَمَنِ الدَّجَّالِ. وَقَدْ اتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْخَوَارِجَ لَيْسُوا مُخْتَصِّينَ

بِذَلِكَ الْعَسْكَرِ. وَأَيْضًا فَالصِّفَاتُ الَّتِي وَصَفَهَا تَعُمُّ غَيْرَ ذَلِكَ الْعَسْكَرِ؛ وَلِهَذَا كَانَ الصَّحَابَةُ يَرْوُونَ الْحَدِيثَ مُطْلَقًا... الخ۔

اور یہ علامت جسے نبی ﷺ نے ذکر فرمایا ہے، یہ ان لوگوں کی علامت ہے جو ان میں سے سب سے پہلے نکلیں گے۔ اور یہ علامت انہی کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اسکے علاوہ دوسری حدیث میں خبر دی ہے کہ وہ دجال کے زمانہ تک نکلتے رہیں گے۔ اور مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کہ خوارج وہی خاص گروہ نہیں ہے (جو پہلے پہل ظاہر ہوا) اور اسی طرح جو صفات انکی بیان کی گئی ہیں وہ اس گروہ کے علاوہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث مطلق بیان فرماتے تھے۔ (مجموع الفتاوی ج28 ص 495,496)

شیخ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ مزید بیان کرتے ہیں :

وَكُلُّ مَنْ وُجِدَتْ فِيهِ تِلْكَ الْمَعَانِي أُلْحِقَ بِهِمْ؛ لِأَنَّ التَّخْصِيصَ بِالذِّكْرِ لَمْ يَكُنْ لِاخْتِصَاصِهِمْ بِالْحُكْمِ؛ بَلْ لِحَاجَةِ الْمُخَاطَبِينَ إذْ ذَاكَ إلَى تَعْيِينِهِمْ

ہر وہ شخص یا گروہ جس میں وہ صفات پائی جائیں اسے بھی ان کے ساتھ ملایا جائے گا۔ کیونکہ ان کا خاص طور پر ذکر کرنا ان کے ساتھ حکم کو خاص کرنے کے لئے نہیں تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے ان مخاطبین کو (مستقبل میں) ان خوارج کے تعین کی حاجت تھی۔ (فتاوی جـ28 صـ476)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

الْخَوَارِجُ فَهُمْ جَمْعُ خَارِجَةٍ أَيْ طَائِفَةٍ وَهُمْ قَوْمٌ مُبْتَدِعُونَ سُمُّوا بِذَلِكَ لِخُرُوجِهِمْ عَنِ الدِّينِ وَخُرُوجِهِمْ عَلَى خِيَارِ الْمُسْلِمِينَ

خوارج، خارجۃ کی جمع ہے جس کا مطلب ہے گروہ۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو بدعات کا ارتکاب کرتے۔ ان کو دینِ اسلام سے نکل جانے اور خیارِ اُمت کے خلاف بغاوت کرنے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا۔

(فتح الباری، 283/12)

خاتمہ:

خوارج کے بارہ میں یہ کچھ اہم معلومات تھیں جنہیں زیب قرطاس کر دیا ہے۔اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ خارجیوں کی صحیح پہچان حاصل ہو سکے، اور مسلم ممالک بالخصوص ارض پاک میں جاری فسادات کی اصل جڑ کو سمجھا جاسکتے۔ مسلم نوجوان اس فتنہ کو جانیں اور اس سے بچ سکیں۔

اسی طرح خوارج سے متعلق احادیث میں وارد شدہ اصل نشانیوں، اور حدیث میں مذکور انکے ظاہری حلیہ اور عادات واعمال کے مابین تمیز حاصل ہو، تاکہ نصوص میں بیان شدہ کچھ اتفاقی علامات یا ظاہری صفات کو خارجیت کی نشانی نہ سمجھ لیا جائے۔

یوں تو خوارج کے بیس (20) سے زائد فرقے ہیں،[42] کوئی زیادہ متشدد ہیں اور کوئی کم، لیکن سب میں کچھ باتیں مشترک ہیں مثلاً: مسلم حکام کے خلاف بغاوت کرنا، مسلمانوں کے خلاف لڑنا، مسلمانوں کو ایمان واسلام سے خارج قرار دینا، غلو اور شدت پسندی، برائی کو اچھائی اور اچھائی کو برائی بنا دینا، وغیرہ۔ سبھی خوارج مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہیں، لیکن انکا ایک گروہ جنہیں "قعدیہ" کہا جاتا ہے، وہ صرف ہمت نہ ہونے کی وجہ سے لڑائی سے گریز کرتا ہے، البتہ زبانی اور قلمی بغاوت ان میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور یہ اپنی زبان و قلم کے ذریعہ بغاوت اور خروج پہ ابھارتے ہیں اس عمل کو مستحسن قرار دیتے ہیں، انکے اس عمل کی بناء پر اہل علم نے انہیں خبیث ترین خارجی بھی قرار دیا ہے[43]۔ الغرض یہ بھی قتل مسلم میں برابر کے شریک ہوتے ہیں، گو کہ خود میدان میں نہیں اترتے۔

اللہ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالی اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، اور امت مسلمہ کو فتنہء خارجیت کے مضر اثرات سے محفوظ فرمائے۔ ایں دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد!

وصلى الله على نبينا محمد وآله وسلم تسليما كثيرا

[42] خوارج کے ان فرقوں کی تفصیل جاننے کے لیے ملاحظہ فرمائیں کتابچہ "خوارج کی اقسام"۔

[43] مسائل الإمام أحمد رواية أبي داود السجستاني: 1749

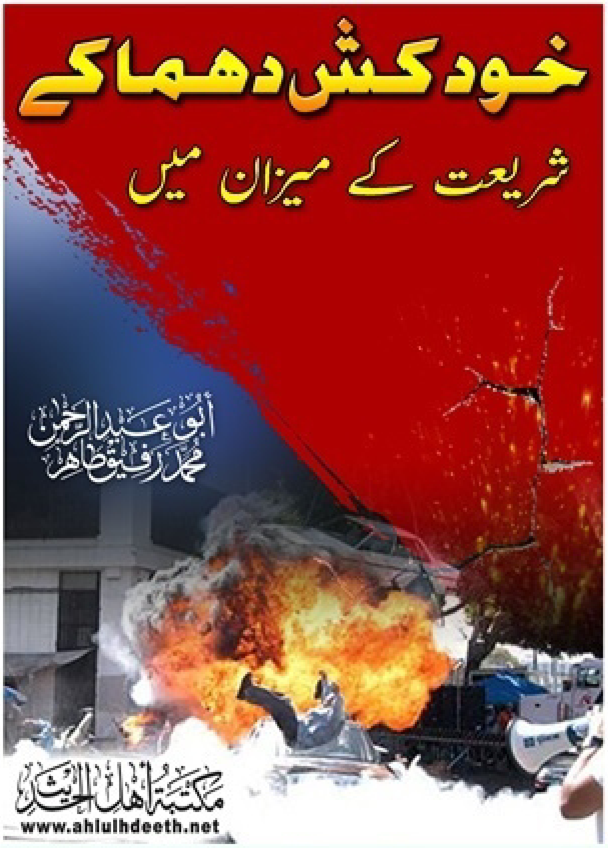
خودکش دھماکے
شریعت کے میزان میں
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net

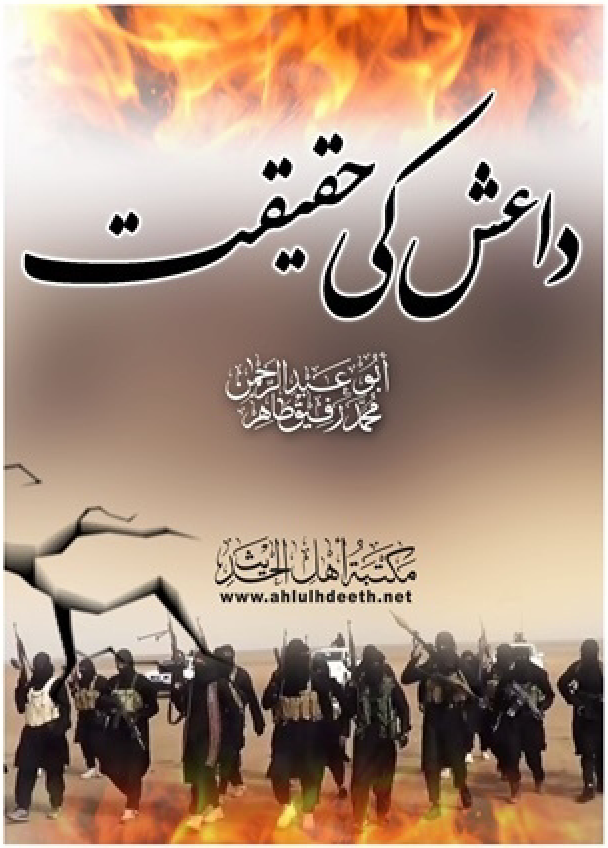
داعش کی حقیقت
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net

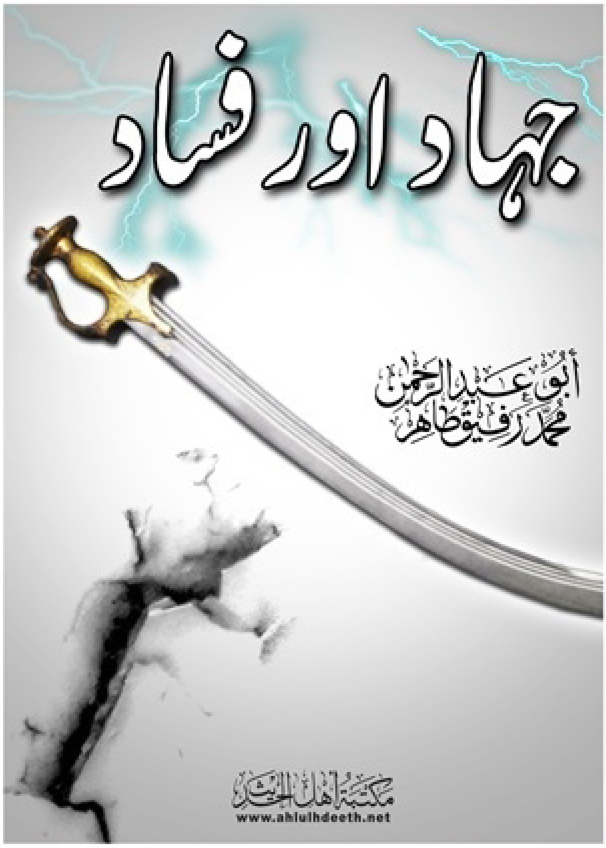
جہاد اور فساد
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net

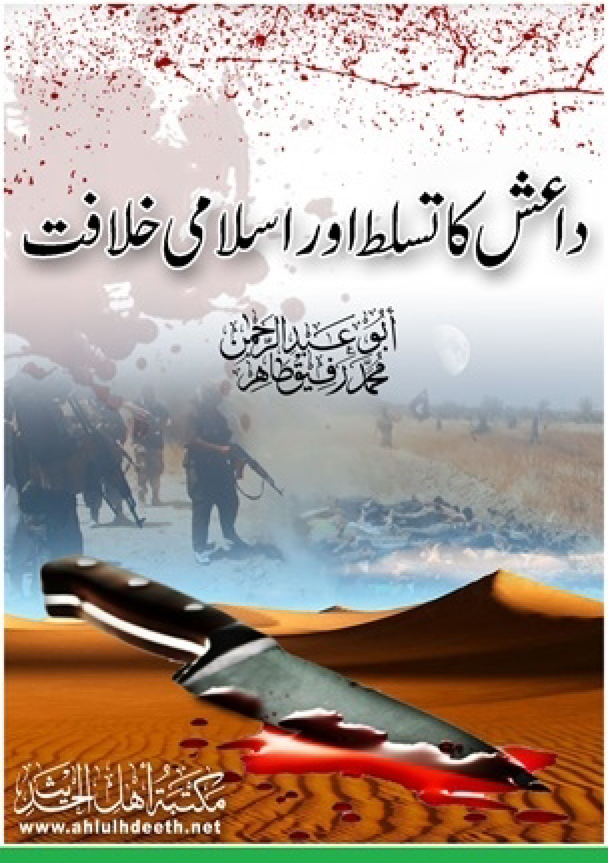
داعش کا تسلط اور اسلامی خلافت
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net